محبّت و محبوبیّت

مرتبہ: محمد اقبال، مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبت و محبوبیت

مرتبہ

حَضرت اقدس صُوفی **مُحمّد اقبَال** صَاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکـــتبہ اقبـالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com فون: 0092-312-2502281

۲ ذالقعدہ ۱۴۴۳

نوٹ: یہ کتاب قارین کے لیے کتابی صورت میں دستیاب ھے

مکتبہ حضرت شاہ زبیرؒ

جامع مسجد مدنی- خانقاہ مدنیہ اقبالیہ جلیلیہ

سی 307، بلاک 1 ، گلستان جوہر ، کراچی۔۔۔موبایل 0030 9225533 0321 9225533

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

محبّت و محبوبیّت

یعنی

(محبّت و تعظیم کے ساتھ ہی اتباع سنت کا نتیجہ محبوبیّتِ خداوندی ہے)

جس میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں کا مقام اور انکے بیان میں حضرت مولانا سیّد میاں اصغر حسین صاحب قدس سرہٗ کا رسالہ "گلزار سنت" اور کچھ سنتوں کا اضافہ بطور ضمیمہ از بہشتی زیور مؤلفہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ اور خصائل نبوی مؤلفہ قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنی قدس سرہٗ شامل ہے

مرتّبہ

محمد اقبال مدینہ منوّرہ

رسالہ ہذا کی خصوصیات

① اتباعِ سنت کی فضیلت

② درود شریف اور اتباعِ سنت میں قدرِ مشترک

③ عصرِ حاضر میں اتباعِ سنت میں ایک مغالطہ

کیا شان ہے اللہ رے محبُوب نبی کی
محبُوب خدا ہے وہ جو محبُوب نبی ہے

بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

سچی محبت اور محبوبیت

ہمارے کریم مالک اور معبود و محبوب حقیقی اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ جل شانہٗ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیتِ شریفہ میں اللہ جل شانہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو اپنی محبت کے لئے علامت قرار دیا۔ قرآن کریم میں ۳۳ آیات میں سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم ارشاد فرمایا۔ اور آپ کی اطاعت کو ہدایت اور قربِ الٰہی کا ذریعہ فرمایا (از با محمد باوقار)

ارشاد ہے:۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۔

یعنی اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ماننا ہے۔

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ | اور حکم مانو اللہ تعالےٰ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور ارشاد ہے:۔

وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا | اور اگر تم حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حکم مانوگے تو ہدایت پالوگے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی چاہت میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائے۔ اتّباع کے مواقع بھی محدود فرمادئیے اور بہت ہی جامعیت کے ساتھ۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "میرا اتّباع کرو نیک کاموں میں، تقویٰ میں، تواضع میں اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے میں" اصل چیز اتّباعِ سنّت ہے اور جس کو پرکھنا ہو، اسی معیار پر پرکھا جائے گا۔ جو شخص اتّباعِ سنّت کا جتنا زیادہ اہتمام کرے گا اتنا ہی اللہ کے نزدیک محبوب و مقرّب ہوگا۔ روشنی ماغی چاہے اس کے پاس کو بھی نہ آئی ہو۔ اور جو شخص اتّباعِ سنّت سے جتنا دور رہے اللہ تعالےٰ سے بھی اتنا ہی دور رہے چاہے وہ مفکّرِ اسلام، مفکّرِ دنیا، مفکّرِ سماوات بن جائے۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب اور محبوب اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقام محبوبیت تو آیتِ شریفہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ (الآیۃ) سے ظاہر ہے کہ جو ان کو نمونہ بنا کر اُن کے نقشِ قدم کو اپنائے، اسے بھی مقامِ محبوبیّت مل جائے۔ پھر خود وہ نمونہ مقامِ محبوبیّت کے کس مرتبۂ بلند پر ہوگا؟ اس عظمتِ مقام کے فی الجملہ اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود و سلام بھیجنے کا اس شاندار تمہید کے ساتھ مؤمنین

کو حکم فرمایا کہ اس طرح سے اور کوئی بھی حکم اتنے اہتمام اور شان سے نہیں فرمایا۔ جس میں یہ فرمایا ہو کہ یہ کام میں بھی کرتا ہوں، تم بھی کرو۔ جیسا کہ آیت شریفہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥ سے ظاہر ہے۔ اس سے بھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقام محبوبیت کا امتیاز ظاہر ہے۔ حضرات مفسرین نے اللہ تعالےٰ اور فرشتوں نیز مومنین کے درود بھیجنے کا مطلب الگ الگ بیان فرمایا ہے۔ صاحبِ روح البیان فرماتے ہیں، اللہ تعالےٰ کے درود بھیجنے کا مطلب حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مقامِ محمود تک پہنچانا ہے اور وہ مقامِ شفاعت ہے۔ اور رحمت و شفقت کے ساتھ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ثناء و اعزاز و اکرام کرنا ہے۔

اور یہ ظاہر کرنا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اپنے پیارے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کیا شان اور مرتبہ ہے کہ اللہ تعالےٰ خود اور اس کے فرشتے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ثناء و تعظیم رحمت و شفقت کے ساتھ کرتے ہیں۔

اور ملائکہ کے درود کا مطلب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیادتی مرتبہ کے لئے دعاء اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کے لئے استغفار کرنا ہے۔

اور مومنین کے درود کا مطلب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اتّباع اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ محبّت اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اوصافِ جمیلہ کا تذکرہ و تعریف ہے

درود شریف اور اتباعِ سنت

اس میں اتباع تو اختیاری ہے اور محبّت بھی فی الجملہ اختیاری ہے کہ اس کے اسباب کو اختیار کیا جائے تو محبّت بھی اللہ تعالیٰ عطا فرما ہی دیتے ہیں۔ مگر ان کے اوصافِ جمیلہ کا تذکرہ اور ان کی تعریف و توصیف کما حقّہٗ بندۂ عاجز کی استطاعت سے باہر ہے۔ جب ہی تو جان نثاروں نے اس عجز کو محسوس کر کے خود اس مجموعۂ خوبی و

سراپائے جمال سے سوال کیا کہ ہم عاجز جان تو نثار کر سکتے ہیں مگر آپ کی توصیف کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وحی سے مطلع ہو کر فرمایا کہ گویا اللہ جلّ شانہٗ بھی یہی فرماتے ہیں کہ تم میرے عظیم المرتبت حبیب کی کیا توصیف کر سکتے ہو، میرے ہی حوالہ کرو، ان الفاظ سے مجھ سے درخواست کیا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی الخ

تو درود شریف بھیجنے کی تعمیل اور جو فضائل و ثواب دُرود شریف پر موعود ہیں وہ تو ان الفاظ کے ادا کرنے سے حاصل ہو جائیں گے جو احادیث شریفہ یا بزرگوں کے کلام میں وارد ہیں، مگر اتّباع جو دُرود شریف کے معنی کا جُز ہے وہ تو عملاً اِن اُمور کو جن کو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اختیار فرمایا، اختیار کئے بغیر نہیں پایا جائے گا۔ گویا اتّباع میں کمی درود شریف کے حکم کی تعمیل میں کمی شمار ہو گی۔ لہٰذا کثرتِ درُود شریف کا نتیجہ سچّی محبت — جو ایمان کے لئے شرطِ لازم ہے جس کی علامت بھی اتّباع ہے — اور اتّباع سنت ہونی چاہیئے۔

دُرود شریف کی کثرت کرنے والا اگر اتّباعِ سنت کے حصول کی نیّت بھی کرے تو جلد اتّباع کی توفیق نصیب ہو جائے گی۔ اتّباعِ سنت کی فضیلت اوپر گزر چکی کہ اللہ تعالےٰ مُتّبعِ سنت کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں، جس سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں۔

تنبیہ: مومنین کے درود بھیجنے کا مطلب و مقتضا، جیسے آپ کی تعریف، آپ سے محبت اور آپ کی اتباع ہے، اس کے حصول کے لئے جیسے کثرت درود شریف ہے، اسی طرح بطور اسباب سیرت پاک کے جلسے کرائے جاتے ہیں یا نعت و مدحت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجالس منعقد کی جاتی ہیں، ان میں بھی اتباعِ سنت ہی کی نیت اور کوشش ہونی چاہیئے۔

اتّباعِ سنّت میں ایک مغالطہ واضح ہو کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت و تعظیم ایمان کے لئے لازم ہے

اسی طرح "نبوت و رسالت" اور "آپ کی ذاتِ اقدس" ہمیشہ ہمیش کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ رسالت و نبوّت کا تصوّر آپ کی ذاتِ اقدس و اطہر کے بغیر ممکن نہیں۔ آپ کی ذاتِ اطہر کے تصور کے ساتھ نبوت و رسالت کا تصور لازم ہے۔ لہٰذا محبّت و تعظیم آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کی منوّر ذات کے تصور کے بغیر سنت کے افعال کو اپنانا مطلوب اور شرعی اتّباعِ سنت نہیں کہلائے گا بلکہ وہ افعال سنت محض صورت بے روح ہوں گے۔ جو نہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہو گی اور نہ ہی ان کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبوبیت ہو گا۔

تعزیر و توقیر

ہم یہاں شیخ التفسیر حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی دامت برکاتہم کے مضمون سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں:۔

> جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کا تعلق ہے وہاں اس پہلو پر اور زیادہ زور دینے، اور اس کا زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ صرف ضابطے اور قانون کا تعلق کافی نہیں، روحانی اور جذباتی تعلق اور ایسی گہری اور دائمی محبت مطلوب ہے جو جان و مال اور اہل و عیال کی محبت پر فوقیت لے جائے ——— اس سلسلہ میں ان تمام مخالف اسباب اور محرکات سے محفوظ اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے جو اس محبت کے ستونوں کو خشک یا اس کو کمزور کرتے ہیں۔ جذبات و احساسات محبت میں افسردگی، سنت پر عمل کرنے کے جذبہ میں کمزوری، اور آپ کو دانائے سُبل، ختم الرسل اور مولائے کل سمجھنے میں تردّد اور سیرت و

حدیث کے مطالعے سے روگردانی اور بے توجہی کا سبب بنتے ہیں۔
سورۂ احزاب، سورۂ حجرات اور سورۂ فتح وغیرہ قرآنی سورتوں کے غائر مطالعہ اور تشہد و نمازِ جنازہ میں درود و صلوٰۃ کی شمولیت پر غور و فکر، قرآن میں درود کی ترغیب اور درود کی فضیلت میں بکثرت وارد ہونے والی احادیث کا راز سمجھنے کا یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مسلمان سے اس سے کچھ زیادہ مطلوب ہے جس کو صرف قانونی اور رضابطہ کا تعلق کہا جاتا ہے۔ جو محض ظاہری اطاعت سے پورا ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ پاس ادب، محبت اور تشکر و امتنان کا جذبہ بھی مطلوب ہے جس کے سرچشمے دل کی گہرائیوں سے پھوٹتے ہوں۔ جو رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہو۔ اس پُرمحبت احترام اور احترام آمیز محبت کو قرآن نے تعزیر و توقیر کے لفظ سے ادا کیا ہے۔ انتہٰی

چنانچہ سورۂ احزاب[1] کی آیتِ شریفہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ الآیہ میں علمائ نے لکھا ہے کہ یہ اعزاز و اکرام جو اللہ جلّ شانہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اس اعزاز سے بہت بڑھا ہوا ہے جو آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو فرشتوں سے سجدہ کرا کر عطا فرمایا تھا اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعزاز و اکرام میں اللہ جلّ شانہٗ خود بھی شریک ہیں۔ بخلاف آدم علیہ السلام کے اعزاز کے کہ وہاں صرف فرشتوں کو حکم فرمایا۔

يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ   بِهٰذَا بَدَا لِلْعَالَمِيْنَ كَمَالُهٗ

نیز علّامہ ابنِ حجر ہیثمی مکی رحمہ نے فرمایا کہ فرشتوں کو سجدہ کا حکم تادیب کے طور پر

---

[1] اس رسالہ میں یہ اضافہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۸۶ھ کو روضۂ اقدس پر زیارت کے بعد لکھا گیا۔

تھا (کیونکہ فرشتوں کو ناواقفیت سے آدم علیہ السلام پر اپنی فضیلت کا خیال ہوا تھا) لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتے جو مسلسل درود بھیجتے ہیں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم کے طور پر ہے۔ نیز فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا تو صرف ایک ہی دفعہ واقع ہوا، پھر نہیں ہوا لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کا درود بھیجتے رہنا قیامت تک کے لئے مستمر ہے بلکہ اس کے بعد بھی۔ اور امام رازی تو یہ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کرنے کا حکم اس لئے تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں اللہ کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک ودیعت کیا گیا تھا (جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ تک نسبی سلسلہ میں منتقل ہوتا رہا۔

(کذا فی الدر المنضود)

اور اس نورِ مبارک کی تو یہ شان تھی کہ حضرت عبد المطلب سے جدا ہونے کے بعد بھی اس کا اثر ان کی پیشانی پر ایسا رہا کہ اس کی وجہ سے بادشاہ ابرہہ (جو کعبہ شریف کو ڈھانے کے لئے آیا تھا) حضرت عبد المطلب کو دیکھ کر ہیبت میں آگیا اور ان کی نہایت تعظیم کی اور ان کو اپنے برابر بٹھایا (باوجودیکہ وہی کعبہ شریف کے متولی تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْوَجْهِ الْاَنْوَرِ وَالْجَبِيْنِ الْاَزْهَرِ

محبت و تعظیم کی وجہ سے سنت اپنانے کی ایک مثال

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرتبہ دعوت کی۔ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا۔ اس نے آپ کی خدمت میں جو کی روٹی اور کدو گوشت کا شوربہ پیش کیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ کی سب جانبوں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر

نوش فرما رہے ہیں۔ اس وقت سے مجھے بھی کدو مرغوب ہو گیا۔

ف۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ مجھے اس وقت سے کدو سے رغبت ہو گئی، اس محبت کا ثمرہ ہے جو ان حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ اور محبت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پسند ہو، اس کی ہر بات دل میں جگہ کرنے والی ہو۔ جس درجے کی محبت ہو گی اسی مرتبے میں محبت کے اثرات کے ساتھ شغف ہو گا۔

محبت اور تعظیم کی وجہ سے کسی چیز کو چھوڑنے کی مثال

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک کھانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا، لیکن اس سے آپ نے نوش نہیں فرمایا۔ سبب دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ اس میں کچا لہسن ہے، اور چونکہ کچا لہسن ہم کو نامرغوب ہے، اس لئے نہیں کھایا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ یہ جواب سنتے ہی بول اٹھے اِنِّیْ اَکْرَہُ مَا تَکْرَہُ۔ یعنی آج سے میں بھی اس چیز یعنی لہسن کو ناپسند کرتا ہوں جس کو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔

یہاں اختصار کے پیشِ نظر بطور نمونہ صرف دو مثالیں لکھی ہیں ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ساری زندگی میں یہی چیز ملتی ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع میں ہمارے سارے اکابرین کی زندگی اسی رنگ میں رنگی ہوئی تھی، جس کے سینکڑوں واقعات مشہور و معروف ہیں۔ ؂

نظر ان کی نظر اپنی، پسند ان کی پسند اپنی
نظر اپنی پسند اپنی محبت میں نہیں ہوتی

اور محبت نہیں تو ایمان نہیں، اور ایمان نہیں تو سارے اعمال بیکار۔ بہت سی

ہلکی پھلکی سنتیں جو سلیم الفطرت انسان کو مرغوب بھی ہیں اور آسان بھی ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے اور انہی کا بیان اس رسالہ کا موضوع ہے، اس آسان سے عمل پر غیر معمولی ثواب کے وعدۂ خداوندی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ کے مطابق ثواب حاصل ہونے کا راز یہی جذبۂ تعظیم و محبت ہے۔ جسے ایمان و اخلاص بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ اس جذبہ سے ہلکے پھلکے کاموں پر بھی عمل نہ ہو۔ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ لوگوں کو خلافِ سنت، خلاف ذوقِ سلیم، خلافِ طبع اعمال کی عادتیں اتنی پک گئی ہیں کہ جیسے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کے مطابق کھانا، پینا، پہننا بہت ہی مشکل ہے۔ لہٰذا ایک سچے مسلمان سنت کے طالب کو بتکلف خلافِ سنت عادات کو بدلنا چاہیئے۔ راقم الحروف کے ایک دوست نے بتایا کہ مجھے دایاں جوتا پہلے پہننے کی سنت پر عمل کا جب شوق ہوا تو پہلی عادت کو بدلنے کے لئے تین مہینے کوشش کرنی پڑی۔

سنتوں میں بعض چیزیں تو حکم کے لحاظ سے استحباب کا درجہ رکھتی ہیں، اور بعض وجوب کا درجہ رکھتی ہیں۔ مثلاً ڈاڑھی رکھنا، ٹخنوں سے اوپر پائجامہ پہننا صلہ رحمی کرنا وغیرہ جن کے خلاف میں وعیدیں ہیں، اگرچہ ان کا ثبوت سنت سے ہے۔ اور بعض زندگی کی سنتیں، مثلاً کئی کئی دن کے فاقے کرنا، جو کی روٹی کھانا، سارا مال خرچ کر دینا یعنی معیشت و معاشرت میں زہد کا کمال درجہ اختیار کرنا، پختہ، خوبصورت مکانات یعنی آسائش، آرائش اور زیبائش کے اسباب کا اختیار نہ کرنا وغیرہ جن کے خلاف میں وعیدیں نہیں ہیں۔ اور نفس کے مریضوں اور ضعفاء کے لئے ان پر عمل نہ کرنے میں رخصت ہے۔ لیکن عزیمت پر عمل کرنے والے مشائخ بھی ہر زمانہ میں رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے زمانہ کے حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ

مرقدہ کا عمل دیکھنا ہو تو رسالہ حضرت شیخ کا اتباعِ سنت" یا "العطور المجموعہ" ملاحظہ ہو۔"

سنت کی ادائیگی میں سستی اور بدعات کی طرف مائل ہونے کے نتائج

ہم گنہگار اُمتیوں کو حبیب و محبوب خدا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین اور مؤمنین کے بارے میں خصوصاً رؤف و رحیم بنا کر بھیجا، ان سے ہر مومن کو شفاعت کی پکی امیدیں ہیں۔ شفاعت میں ایک تو شفاعت کبریٰ ہے۔

شفاعتِ کُبریٰ اللہ جل شانہٗ کے حبیب شافعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت فرمائیں گے جو کئی دفعہ اور کئی قسم کی ہوگی، جن میں اول بڑی شفاعت ہے جو تمام بنی آدم کے لئے ہوگی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ کریم کا ارشاد ہے۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ یعنی قریب ہے، کہ کھڑا کر دے تجھ کو تیرا رب مقامِ محمود میں" اس میں مقام محمود کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اور یہ مقام تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام میں سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص ہے، یہ مقام شفاعتِ کبریٰ کا ہے کہ میدانِ حشر میں جس وقت تمام بنی آدم جمع ہوں گے، اور ہر نبی و پیغمبر سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو تمام انبیاء علیہم السلام عذر کر دیں گے۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شرف عطا ہوگا کہ تمام بنی آدم کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور اس شفاعتِ کبریٰ سے دیگر تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ اس کی تفصیل روایاتِ حدیث میں طویل ہے۔ (ماخوذ از معارف القرآن)

اس وقت حضرت سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنت کا سبز جوڑا پہنایا جائے گا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرش کے دائیں جانب ہوں گے، جس پر

اولین وآخرین سب کو رشک ہوگا۔ اور اللہ تعالے آپ کو حمد کا جھنڈا عطا فرمائیں گے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں وہ کہوں گا جو اللہ چاہیں گے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب کہ "میں وہ کہوں گا جو اللہ چاہیں گے" حدیث کی کتب بخاری ومسلم شریف وغیرہ میں شفاعت کی طویل حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ "جب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کروں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا، اللہ تعالے مجھے سجدہ میں جب تک چاہیں گے پڑا رہنے دیںگے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا" محمد! سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی، سفارش کرو قبول کی جائے گی، مانگو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس پر میں سجدہ سے سر اٹھاؤں گا پھر اپنے رب کی وہ حمد وثنا کروں گا جو اس وقت میرا رب مجھے الہام کرے گا۔ پھر میں اُمت کے لئے سفارش کروں گا ؎

ہاں ہاں اجازت ہے تجھے آج عزّت ہے تُجھے
زیبا شفاعت ہے تجھے بیشک یہ ہے حصّہ ترا

اِس شفاعتِ کُبریٰ کے علاوہ دوسری شفاعت کفار کے حق میں تخفیفِ عذاب کی ہوگی۔ تیسری شفاعت بعض اُن مومنوں کو جہنم سے نکالنے کے بارے میں ہوگی جو اس میں داخل ہوچکے ہیں۔ چوتھی شفاعت اُن مومنین کے لئے ہوگی جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہوچکے ہوں گے۔ اُن کو جہنم سے معافی اور جہنم میں نہ داخل ہونے کے بارے میں ہوگی۔ پانچویں شفاعت بعض مومنین کے لئے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے کے لئے ہوگی۔ اور چھٹی شفاعت مومنین کے درجات بلند ہونے کے لئے ہوگی۔ اس کے علاوہ دیگر انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کو شفاعت کی اجازت ملے گی۔ قرآنِ پاک بھی شفیع اور مشفّع ہے۔ اسی طرح شہداء اور نابالغی

میں وفات پانے والے بچے ماں باپ کے لئے اور حفاظِ قرآن بھی بہت سے لوگوں کے لئے شفاعت کریں گے۔

لیکن شفاعت کا سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والا شخص

جس کے بارے میں حدیثِ پاک میں ارشاد ہے اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْنَفْسِهٖ ۔یعنی میری شفاعت کے ساتھ سب سے زیادہ سعادتمند اور نفع اُٹھانے والا وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔

(ف) سعادت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو خیر کی طرف پہنچانے کے لئے توفیقِ الٰہی شامل حال ہوجائے (لہٰذا اس آدمی کی علامت یہ ہوگی کہ نیک اعمال کی طرف رغبت کرتا ہوا اور گناہوں سے بچتا ہو۔ اور ایک حدیث میں کلمہ کا اخلاص یہی فرمایا گیا کہ پڑھنے والوں کو حرام کاموں سے روک دے۔)

اسی طرح بہت سے اعمال پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کیلئے شفاعت کی بشارت اور وعدہ ہے۔ مثلاً اذان کے بعد ماثورہ دُعا پڑھنے والے کے لئے، مدینہ منورہ کے قیام میں مشکلات پر صبر کرنیوالوں کے لئے، مدینہ میں مرنے والوں کے لئے، وغیرہ وغیرہ بہت سے اُمور موجبِ شفاعت ہیں۔ اور اہلِ مدینہ کی حفاظت اور ان کا خیال رکھنے والوں کے لئے بھی شفاعت کا وعدہ ہے۔ اسی طرح محبت کے ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھنا جس کا مقتضا ہر معاملہ میں محبت کے ساتھ اتباعِ سنت کا اہتمام ہے۔ اور توفیق ہو تو محض زیارت ہی کے لئے روضۂ اقدس پر حاضری دینا (اور مقدور نہ ہونے پر زیارت کا دلی شوق اور تڑپ کا ہونا جو کہ معنوی قرب اور حاضری ہے)

ان موجباتِ شفاعت کو اختیار کرنے میں عمل کی توفیق پر اللہ کا شکر اور اپنی تقصیر پر استغفار اور ندامت کرتے ہوئے اللہ کے حبیب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خصوصی رابطہ اور محبت کا تعلق نصیب ہو جاتا ہے۔ یہی تعلق شفاعت کا باعث بنتا ہے۔ اور یہ تعلق اللہ پاک کے علم میں ہوتا ہے۔ اسی کی بنا پر ان تعلق والوں کے لئے شفاعت کی اجازت بھی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کچھ اعمال اس خصوصی تعلق کو ختم کرنے والے بلکہ ناراضگی اور قطع تعلقی کا موجب ہوتے ہیں۔ ان اعمالِ بد کے مرتکبین کے لئے شفاعت کی امیدیں جھوٹی ہیں جو محض تمنا کہلاتی ہیں۔ لہذا عاقل کو دینی معاملات میں اپنے باطل خیالات کی بنا پر خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیئے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمجھدار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں کا مطیع بنائے اور مرنے کے بعد کام آنے والے کام کرے اور عاجز اور بے وقوف وہ شخص ہے جو نفس کی خواہشوں کا اتباع کرے اور اللہ تعالیٰ سے امیدیں باندھے۔ اسی لئے حضرت معروف کرخی رح فرماتے ہیں کہ طلب کرنا بہشت کا بے عمل کے منجملہ گناہوں کے ایک گناہ ہے! ور امید شفاعت بے سبب اور بے علاقہ فریب کی ایک قسم ہے، اور امید رکھنا رحمت کا بلا فرمانبرداری کے حمق اور جہالت ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے سے امیدیں رکھنے کی خود شرح فرمادی ہے۔ ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ "حقیقت میں جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن چھوڑا ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ہے (جس میں دین کے لئے ہر کوشش داخل ہے) یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمت کے امیدوار ہیں"۔

بہرحال سچی امید اور جھوٹی تمنا کی تعریف، اس کی علامات اور نتائج میں بڑا فرق ہے۔ یہاں مختصر اشارہ کردیا ہے۔ جس کو اپنی جان کی خاطر تفصیل سے سمجھنا ہو وہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ کی "فضائل صدقات" حصہ دوم کا مطالعہ کرے۔ یا اللہ ہمیں اپنی رحمت پر سچائی والی اُمید عطا فرما اور ہماری زندگی میں اس کی علامات یعنی امر و نہی پر عمل کا اہتمام دے۔ اور اس میں ہم کمزوروں سے قصور اور گناہ تو ہوتے ہی ہیں، ان پر توبہ و استغفار بھی نصیب فرما۔ یہ بات ذکر اللہ کی کثرت پر عطا ہوتی ہے۔ جس سے حقیقی ایمان، حقیقی ہجرت اور اللہ کے راستہ میں مقبول جہاد کرنا نصیب ہوتا ہے، جس کا آیتِ مذکورہ بالا میں بیان ہوا۔

سنت سے بے رغبتی کی وعید

بخاری و مسلم شریف میں ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ" "یعنی جس نے سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں" دیکھئے سنت سے لاپرواہی اور بے رغبتی کرنے والوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں میں سے ہونے کا انکار فرما رہے ہیں۔ اسی طرح درود شریف پڑھنے میں سستی کرنے والے کے متعلق بددعائیں اور وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں (جن کی تفصیل "فضائل درود شریف" میں ہے) اور بعض وجوبی کام جو سنت سے ثابت ہیں، ان کی خلاف ورزی پر غصہ کا اظہار فرمایا اور وعیدیں سنائیں مثلاً ڈاڑھی منڈوانا، ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنا، کفار کی مشابہت اختیار کرنا وغیرہ خلاف سنت امور مشہور عام ہیں۔ یہ سب چیزیں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانے والی ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے محبت کے علاقہ کا اور اپنائیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ غیریت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور شفاعت و سفارش تو اپنوں کی کی جاتی ہے، جن کو ان بداعمالیوں کی وجہ سے اپنوں سے نکالا جا رہا ہو اور ان پر غصہ کا اظہار ہو ان کو ان اعمال

کے ارتکاب کے ساتھ شفاعت کی امیدیں رکھنا محض خوش فہمی ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

انہی بداعمالیوں میں نہایت خطرناک چیز دین میں کوئی بدعت پیدا کرنا ہے جس کا پہلا نقصان تو یہ ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے سنت پر عمل کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بدعتی کی زندگی میں خلاف سنت امور خصوصیت سے نمایاں دیکھے جاتے ہیں۔ اور حقیقی بدعتی پر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ اور ناراضگی کا یہ عالم ہے کہ وہ بدعتی لوگ جب حوضِ کوثر پر پانی کی طلب میں آئیں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے بدعات کو اختیار کیا تھا تو ان کو جام کوثر پلانے سے انکار ہو جائے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمائیں گے کہ دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ (یاد رہے کہ یہ وعید حدیثِ پاک میں ہے) اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْھُمْ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَغَضَبِ رَسُوْلِکَ وَنَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ رَسُوْلِکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنَا اِلٰی حُبِّکَ۔

ملحوظہ ۱: لیکن کسی چیز کو سنت یا بدعت قرار دینے کے معاملہ میں آجکل شریعت کی میزان کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ حتیٰ کہ بعض وجوبی یا مستحسن اعمال کو محض انکی نئی ہیئت کو دیکھ کر بے دھڑک بدعت قرار دیدیا جاتا ہے، جو بدعت کی تعریف سے جہالت یا تجاہل ہے۔ اسی طرح بعض اصطلاحی بدعات کو ثواب کا کام سمجھ لیا جاتا ہے جس سے توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ لہٰذا دینی اصطلاحی بدعت کی تعریف اور اس کی اقسام علماءِ کرام سے سمجھ لینا ضروری ہے کیونکہ اس کی ناواقفیت سے دین میں بے جا تشدد اور بہت غلط فہمیاں اور بدظنیاں پیدا ہو کر باہمی فساد کا باعث بنتا ہے۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

ملحوظہ ۲: ہلکی پھلکی آسان آسان سنتوں کی نسبت چونکہ اللہ جل جلالہٗ

کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اس لئے اگر کوئی کسی سنت کا ثبوت مانتے ہوئے اس کا استہزاء کرے، انکار کرے، اس کو معمولی سمجھے، اس میں کوئی عیب نکالے، جدید تہذیب کے خلاف کہے تو یہ کفر ہے۔ چاہے کہنے والا کتنا ہی شریف، معاملات و اخلاق کا اچھا ہو، وہ بڑے سے بڑے بدکار و بدمعاش مسلمان سے بدتر ہوگا۔ آج کل دولت مند نام نہاد مہذب طبقہ اس کفر میں بہت مبتلا ہے۔ ایسے لوگوں میں ایمان اور سنت کی اہمیت پیدا ہونے سے پہلے ان امور میں ان سے اصرار بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ اکثر وہ ضد اور بحث کی وجہ سے اپنے کفر کو صاف صاف ظاہر کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ مرتد ہو جاتے ہیں، ان کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ بہت خرابی ہوتی ہے۔ ناصح کو مداہنت سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے ان نزاکتوں کا بھی خیال کرنا چاہیئے۔ ناصح مبلغ کو چاہیئے کہ مخاطب کو متوحش نہ کرے بلکہ پہلے مانوس کرے، پھر ایمان و یقین کو پکا کرے، پھر احکام بتائے۔ اور صالحین کی تو صحبت ہی سے بغیر باتوں کے اصلاح ہو جاتی ہے۔

سب سے بڑی کامیابی اور عظیم سعادت ۔ محبّت کا سودا

اتباعِ سنت سے اللہ تعالیٰ کی محبّت اور محبوبیّت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ الخ میں گذر چکا۔ اور سنتوں سے محبّت کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہے۔ جس کا بدلہ جنت میں ان کا ساتھ ہونا حدیث میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

فَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔

جو شخص میری سنت سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہونے اور محبت بڑھانے کی تدبیر بتادی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت کرنی چاہیئے! ور ان پر عمل کرنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھ جائے گی۔ سنتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اور طریقے ہیں۔ محبوب کے اقوال و افعال اور انکی اداؤں کی نقل کرنے سے محبوب سے محبت بڑھ جاتی ہے۔ اور جب محبت بڑھ جاتی ہے تو محب خود بخود ان افعال کو ادا کرتا ہے۔

الحاصل محبت کی وجہ سے سنتوں پر عمل کیا جائے۔ یا محبت بڑھانے کی نیت سے سنت پر عمل کیا جائے، غرض اول و آخر محبت ہی ہے۔ جس سے جنت میں ہمیشہ کے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

جنت کیا ہے؟ قرآنِ پاک میں ارکان اسلام کی تفصیلات نہیں ہیں، صرف بنیادی احکامات ہیں۔ تفصیلات حدیث پاک میں ہیں۔ حتّٰی کہ نماز جیسے اہم رکن کا طریقہ و تفصیل بھی قرآن پاک میں نہیں۔ لیکن ایمانیات میں جنت دوزخ کی بہت تفصیل قرآن پاک میں بار بار بیان کی گئی۔ جنتیوں کے ہمیشہ کے اعزاز و اکرام اور عیش و نشاط کی ایسی لذتیں قرآن پاک میں بیان کی گئی ہیں کہ جن کی حقیقت کے متعلق حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ ان نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گذرا۔ کیونکہ دنیا کی زندگی آخرت کے سامنے اتنی حقیر ہے کہ یہ آخرت کی بہاروں کے تصور کی بھی متحمل نہیں۔ ان سب نعمتوں سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ہے اور اللہ پاک کا دیدار ہے، اس کی محبوبیت و دائمی خوشنودی ہے، یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ملے گا جس کی سچائی کی علامت سنتوں سے محبت ہے۔

اور سنت کے تمام کام آسان ہی آسان ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دو امروں میں اختیار دئے جاتے تو ہمیشہ سہل کو اختیار فرماتے تا وقتیکہ اس میں کسی قسم کی معصیت وغیرہ نہ ہو۔ اس لئے بلا وجہ آسان کام کو چھوڑ کر مشکل کو اختیار کرنا خلافِ سنت کہلاتا ہے (یعنی اصلاح نفس کے لئے تادیب یا مجاہدہ وغیرہ کوئی وجہ ہو تو مشقت اختیار کی جاسکتی ہے۔) اور آسان کاموں کو اختیار کرنے میں سنت کا طریقہ ایسا اچھا عمدہ طریقہ ہے کہ جس سے زیادہ اچھا متصور نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اللہ کریم کا بتایا ہوا اللہ کے حبیب سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا طریقہ ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ کے بعد کل کائنات میں سب سے زیادہ عزّت والے، عظمت والے کا اختیار فرمودہ ہے۔ اور ہر شخص اسی کے طریقہ پر چلتا ہے جو اس کے نزدیک محبوب ہو، باعزت ہو، صاحب کمال ہو اور اس کی بہت ساری ضرورتیں اس کے ساتھ متعلق ہوں۔ ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ اللہ کے حبیب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حقدار کون ہے جس کے طریقہ پر چلا جائے۔ ہمارا ایمان بھی انہی کے وسیلہ سے ہے۔ اور ہمارے گناہوں کی معافی کے لئے بھی انہی کی شفاعت کی امیدیں ہیں۔ ان کا طریقہ آسان بھی ہے فطرتِ سلیمہ کے مطابق بھی ہے، اس میں دنیا کا نقد فائدہ اور زینت بھی ہے! اور اس کے خلاف عمل، فطرتِ انسانی کے خلاف اور مشکل اور دل کی گھٹن اور رحمتِ خداوندی سے دوری اور دنیا و آخرت کا خسارہ ہے۔

ایک اشکال

اتنی آسان اور ہلکی پھلکی سنتوں پر اتنے بڑے بڑے اجر و ثواب کا ملنا کیسے ہو سکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ ان سنتوں کا ہلکا پھلکا ہونا صرف ظاہر میں دکھائی دیتا ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ اگر اپنی محبت و معرفت کا کوئی ذرہ نصیب فرمائے تو یہ آسان اعمال ہلکے پھلکے نظر نہ آئیں چنانچہ

جن کو اللہ تعالیٰ اپنی معرفت و محبت نصیب فرماتا ہے، ان کے نزدیک یہی اعمال بہت وزنی اور عظیم الشان ہیں۔ جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد اولیاء اللہ کی مبارک زندگیوں میں سنتوں کا اہتمام تھا۔ وہ انہی اعمال پر ایسے حریص ہوتے کہ ہر تکلیف و تنگی میں بھی کسی سنت کے عمل کو نہیں چھوڑتے۔ اس کے لئے مالی جانی اور جاہی ہر قربانی کو بخوشی تیار رہتے۔ کیونکہ دراصل یہ محبت کا سودا ہے۔ اس کے ہیرے جواہرات کی قدر شاہوں ہی کو ہے۔ جاہل مفلس تو جواہرات کو معمولی پتھر ہی سمجھتے ہیں۔

البتہ عمل میں ان کا آسان ہونا ذاکرین و عشاق کے لئے ہے۔ یہی آسان افعال غافلین پر بہت بھاری ہیں۔ وہ لوگ منہ سے تو ان افعال کو معمولی کہہ دیتے ہیں مگر عمل کرنا ان کے لئے بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ ذکر سے غفلت کی بنا پر شیطان ان پر مسلط رہتا ہے جو ان اعمال کو کرنے نہیں دیتا۔ طرح طرح سے عذر و فریب سامنے لاکے ان اعمال کی بجاآوری سے باز رکھتا ہے اور یہ شیطانی کارروائی نظر نہیں آتی لہٰذا عمل میں آسانی کے لئے ذکر اللہ کی کثرت ذاکرین و عشاق کی صحبت، درود شریف کی کثرت اور محبت پیدا کرنے کی نیت سے بتکلف سنتوں کو اختیار کرنا چاہیئے۔

اسی طرح سنت پر عمل کرنے میں دوسری رکاوٹ، بدعات میں ابتلاء ہے۔ البتہ جن امور کے بدعت ہونے میں علماء اہل سنت کا اختلاف ہو، ان میں تشدد نہیں ہونا چاہیئے۔ البتہ عمل اپنے مسلک و مشرب کے مطابق کرے۔

اب ہم سنت کے افعال درج کرتے ہیں تاکہ ان کا علم ہو کر اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس کے لئے ایک نہایت مختصر مقبول و متبرک رسالہ "گلزار سنت" مؤلفہ عالم ربانی حضرت سید میاں اصغر حسین صاحب قدس سرہٗ پسند فرمودہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ بعینہٖ درج کرتے ہیں۔

بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ رسالہ مبارکہ کی اردو سو برس پہلے کی ہے اور وہ بھی بہت سادہ زبان ہے، اس کو مروجہ اردو سے بدل دیا جائے۔ اوّل تو اس کام کی بندہ میں استعداد نہیں، دوسرا یہ بھی خیال ہے کہ اس رسالہ کا مقصد محض علمی، ادبی تحریر نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوجائے۔ اور عمل کا محرّک دل ہوتا ہے نہ کہ دماغ، جو چیز دل پر اثر کرے وہ عمل کے لئے مفید ہوتی ہے۔ مشہور مقولہ ہے" ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد" دل سے نکلی ہوئی بات دل پر اثر کرتی ہے۔ شیخ المشائخ حضرت عطاء اللہ اسکندری شاذلی قدس سرّہٗ کی تصوف کی مشہور کتاب" الحِکَم" جس کا اردو ترجمہ و شرح "اِکمال الشِّیَم" ہے، میں ہے کہ:۔

"جو کلام کسی متکلم سے ظاہر ہوتا ہے، ضرور اس پر اس قلب کا نورانی یا تاریک لباس ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا۔"

یعنی زبان دل کی ترجمان ہے۔ جو کلام کسی متکلم کی زبان (یا قلم سے) ظاہر ہوتا ہے، تو اگر اس کا دل نورانی ہے تو زبان سے جو کلام نکلے گا، وہ بھی نورانی لباس سے آراستہ ہو کر ظاہر ہوگا۔ اور دلوں پر اس کا اثر اسی قسم کا ہوگا! واگر دل کے اندر کدورت واغراض کی ظلمت بھری ہوئی ہے تو اس کا اثر بھی ویسے ہی ہوگا اور دلوں کے اندر نہ اُترے گا۔ لہٰذا حضرت میاں صاحب کی عبارت کے الفاظ میں ہم نے کسی قسم کا تغیّر مناسب نہ سمجھا۔ اور ان کی تحریر میں کوئی لفظ مشکل بھی نہیں ہے۔ نیز یہ کہ حضرت کی سادہ عبارت میں کشش اور محبت ہے جس کو ناظرین خود محسوس کرینگے۔ اور حقیقی اتباعِ سنت کے لئے محبت ضروری ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حمد و ثنا ہے اس خالق کو جس نے فرمایا قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ یعنی اگر تم کو اللہ کی محبت ہے تو پیروی کرو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً کی۔ فرمایا حضرت ہمارے نے کہ جس نے میری تابعداری کی وہ داخل ہوا جنت میں، اور جس نے انکار کیا پیروی اور تابعداری سے وہ داخل ہوا دوزخ میں۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

پس اے مسلمانو! ضرور ہے کہ ہر ایک بات میں آپ کی تابعداری کی جاوے۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے اسی طرح کرنا چاہیئے، کبھی کسی سنت کو کمتر اور چھوٹا نہ سمجھنا چاہیئے۔ اس واسطے کہ حدیث شریف میں ہے، چھوٹی سے چھوٹی سنت پر عمل کرنا بہتر ہے بڑے بڑے کاموں سے۔ دیکھو غریبوں کے لئے کیسی آسانی فرما دی خدا تعالےٰ نے کہ جن کو طاقت نہیں بڑے بڑے ثواب کے کاموں کی، اور مقدور نہیں، ان کو چاہیئے کہ عمل کریں طریقہ سنت نبی کے اوپر، تو ملے گا ان کو ثواب زیادہ پُل بنانے اور مدرسہ بنانے اور کنواں بنانے سے۔ جب معلوم ہوئی یہ بات تو ضرور ہے مسلمان بھائیوں کو واقف ہونا اوپر طریقہ سنت نبی پیغمبر کے۔ سلام ہو اللہ کا ان پر۔ اس لئے ارادہ کیا بندۂ عاجز نے کہ طریقے سنت کے لکھے حدیث شریف کی معتبر کتابوں سے۔ پس جمع کیا ان کو صحیح بخاری اور مسلم شریف و ترمذی وغیرہ سے۔ اور نام رکھا طریقۂ رسول اور طریقۂ سنت۔ تاکہ مسلمان لوگ راہ سنت کی پاویں۔ اور عمل ان پر کر کے بڑے بڑے درجے جنت میں حاصل فرماویں۔ اب ہر ایک کام کی سنت تھوڑی تھوڑی بیان کی جاتی ہے۔ نہایت خیال کے ساتھ ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

باب اول طریقۂ سنت واسطے صبح کو جاگنے اور کام میں لگنے کے

طریقہ:۔ جب صبح کو جاگو تو تین دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو اور کلمہ شریف پڑھو اور یہ دعا پڑھو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَ لَمْ یُمْسِکْھَا فِیْ مَنَامِیْ۔ ص۱

سنت ۲۔ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو تین دفعہ خوب دھولو۔

سنت ۳۔ اگر فرصت ہو تو صبح کی نماز کے بعد سورج ایک بالس ص۲ بلند ہونے تک بیٹھا رہے۔ جس جگہ کہ نماز صبح کی ادا کی تھی۔ اور کرتا رہے ذکر خدا تعالیٰ کا۔ پھر دو رکعت نفل یا چار رکعت پڑھ کر اُٹھے، پاوے گا ثواب ایک حج اور ایک عمرہ کا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

طریقہ ۲۔ اور پھر کسی حلال روزی کے شغل میں لگ جاوے! ور تمام دن نمازیں وقت پر پڑھتا رہے، تو لکھا جاوے گا یہ تمام دن عبادت میں۔

سنت ۴۔ جس آدمی کو فرصت دے خدا تعالیٰ اس کو چاہیئے کہ دوپہر کو لیٹ جاوے تھوڑی دیر کے لئے، یہ ضرور نہیں کہ سووے، بلکہ لیٹ جانا کافی ہے اگرچہ نہ آوے نیند اس کو۔

باب دوسرا۔ رات کے طریقۂ سنت کا

سنت اطفال۔ جب شام ہو جاوے اس وقت سے روک لو اطفال کو،

ص۱ یا صبح اٹھنے کی دوسری کوئی مسنون دُعا پڑھ لے۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

ص۲ جس کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد تقریباً ۱۵، ۲۰ منٹ کے بعد شروع ہوتا ہے۔

یعنی بچوں کو باہر نہ نکلنے دو۔ اس واسطے وارد ہوا ہے حدیث میں کہ "اس وقت پھیلتا ہے لشکر شیطان کا۔

سنتِ مکان ۔ جب رات کو عشاء کی نماز کے بعد گھر میں آؤ تو دروازہ گھر کا بند کر لو۔ زنجیر، کواڑ یا پٹی سے۔

سنتِ گفتگو ۔ عشاء کے بعد طرح طرح کے قصّے کہانی مت کہو، کہ ایسا نہ ہو کہ صبح کی نماز ہو جاوے قضاء، بلکہ سونا چاہیئے۔ مگر کچھ مضائقہ نہیں اگر سناوے نصیحت کی باتیں، یا ذکر نیک بندوں انبیاء اولیاء کا۔ اسی طرح کوئی پیشہ والا کرے کام اپنا بعد عشاء کی نماز کے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

سنت چراغ ۔ جب رات کو سونے لگو تب چراغ گل کر دو، جلتا نہ رہنے دو کہ اس میں بڑا اندیشہ ہے۔ دیکھو ثواب سنت کا بھی ہو گا، اور حفاظت رہے گی۔ اسی طرح آگ جو چولہے میں ہو دبا دو مٹی سے اور راکھ سے، اور کھلی نہ چھوڑو۔

ف مکروہ ہے حقّہ نزدیک تمام علماء کے، کیونکہ بدبو پیدا کرتا ہے منہ میں، پس بہتر ہے کہ چھوڑ دو پینا اس کا۔ اور لاچار ہو تم کہ چھوڑ نہیں سکتے تو چاہیئے کہ تازہ کرو اور دھوتے رہو دن میں کئی بار، تا کہ نہ نجس ہو جاوے پانی اس کا، اور نہ سڑ جاوے پانی۔ پس حرام ہے پینا ایسے حقّہ کا۔ پھر چاہیئے حقّہ والوں کو بوقت سونے کے دُور کریں اپنے سے حقّہ کو اور مسواک کریں، اور منہ کو دھو کر سوویں، حقّہ پیتے ہوئے نہ سوویں، کہ نقصان ہے اس میں بہت جان کا بھی اور دین کا بھی۔ کیا تم نے نہیں سنا حال ان لوگوں کا جو جل گئے اسی حقّہ کے شوق میں اور یاد رکھو یہ بات کہ بہت کام کی ہے یہ۔ اور غفلت کو چھوڑ دو۔ ؎۱

؎۱ اور یہی طریقہ منہ کی صفائی کا سگریٹ پینے والوں کے لئے بھی ہے۔

سنت برتن۔ اور سونے سے پہلے تمام برتنوں کو ڈھانپ دو، اور کھلا نہ رہنے دو کوئی برتن۔ اثر ہوتا ہے اس سے وبا کا، اور راہ پاتا ہے شیطان۔ اور یاد رکھو کہ اگر برتن کے چھپانے اور ڈھانکنے کے لئے اور کچھ بھی نہ ملے تو لو ایک لکڑی اور بسم اللہ کہہ کر رکھ دو برتن پر۔ کافی ہے یہی ساتھ فرمان واجب الاطاعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

سنت بستر۔ سونے سے پہلے جھاڑ دو بستر کو کپڑے سے اور جھاڑ و ساتھ کنارہ تہبند کے تو بہت ہی ثواب پاؤ گے کہ یہ مضمون ہے حدیث کا، اور طریقہ ہے سنت کا۔ فدا ہو جان اور مال ہمارا اوپر طریقہ سنت کے۔ اے اللہ زندہ رکھ ہم کو اوپر طریقہ سنت کے، اور مار اوپر طریقہ سنت کے۔ اور ملا تو ہم کو ساتھ نیک کاروں کے۔

سنت خواب۔ اور جب ارادہ کرو تم خواب یعنی سونے کا تو پڑھو کسی قدر سورتیں قرآن شریف کی۔ پڑھو آیۃ الکرسی اور چاروں[1] قُل اور الحمد شریف اور درود شریف۔ اور اگر زیادہ نہ ہو تم سے تو ایک دو سورت[2] ضرور پڑھو۔ کہ سبب ہے یہ نیک بختی دنیا اور آخرت کا۔ اور اگر خواب میں کوئی بات نظر آوے[3] تو پڑھو اعوذ باللہ اور بدل دو کروٹ۔ اور جس کو مفصل حال دیکھنا ہو خواب کا، نیند میں ڈر جانے کا، تو وہ ہمارا رسالہ "تعبیر صادق" یعنی خواب نامہ حدیث شریف ملاحظہ کرے کہ پاوے گا اس میں فائدہ بہت۔ اور بہتر ہے کہ پڑھے پہلے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اور کلمہ شریف اور سووے باوضو ہو کر۔ اور باقی بیان صبح کو جاگنے اور

ص۱۔ چاروں قُل پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے سارے بدن پر پھیر دے۔
ص۲۔ سورۃ الم سجدہ اور سورۃ تبارک الذی بھی رات کو پڑھنا وارد ہے! در حضرت شیخ الحدیث رح کے معمولات میں سے ہے۔
ص۳۔ یعنی ناگوار بات۔

کام میں لگنے کا گذرا ہے قریب

باب بیان میں سنّت پینے اور کھانے کے

سنتِ ید۔ یعنی ہاتھ دھونے کی سنت بہت باعث ثواب کی ہے۔ کھانے سے پہلے اور بعد کھانے کے مستحب اور مسنون ہے دھونا ہاتھ کا۔

سنتِ دسترخوان۔ سنت ہے کہ کوئی دسترخوان کپڑے کا، یا کوئی کپڑا رومال بچھا کر کھائے۔ اور اگر دسترخوان چمڑے کا ہو تو بہت ہی عمدہ اور مسنون ہے

سنتِ بسم اللہ کی بڑی ضروری سنت ہے۔ اگر بسم اللہ کر کے نہیں کھایا تو شریک ہو جاتا ہے شیطان، اور بے برکت ہو جاتا ہے کھانا پس اگر نہ یاد رہا شروع میں، تو کہے بسم اللہ جس وقت کہ یاد آوے، کہ اس سے پھر برکت آتی ہے کھانے میں۔

سنتِ شریک۔ اگر کئی آدمی ساتھ کھانے والے ہوں، تو لازم ہے ہر ایک کو کہ اپنے آگے سے کھاوے۔ اور اگر ہیں کئی قسم کی چیزیں ملی ہوئی، تو جائز ہے ہر ایک کو کہ جس طرف سے کھاوے، اور جو شخص تنہا کھاتا ہے، سنت ہے اس کے واسطے بھی یہی کہ بیچ میں سے نہ کھاوے، بلکہ کنارہ پر سے کھاوے، اس لئے کہ نازل ہوتی ہے برکت بیچ میں۔

سنتِ جلوس۔ یعنی بیٹھنے کی سنت یہ ہے کہ دونوں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھے۔ یعنی اکڑو بیٹھ کر کھانا کھاوے۔ یا ایک پاؤں بچھائے رکھے اور ایک کو کھڑا رکھے[1]۔ اور کھانے کے واسطے مربع بیٹھنا یعنی چوک مار کر کھانا بھی نہیں چاہیئے بلا ضرورت کے۔ کذا فی الاربعین۔

سنتِ ہاتھ۔ داہنا ہاتھ لگانا چاہیئے واسطے کھانے اور پینے کے، اور اگر عادت

---

[1] اور دو زانو بیٹھ کر کھانا کھانا بھی سنت ہے۔

پڑگئی ہو دوسرے ہاتھ سے کھانے کی تو چھوڑ دے اس کو، اور شروع کرے کھانا ساتھ داہنے ہاتھ کے۔ اور چاہیئے کہ بعد کھانا کھانے کے جو کچھ دانہ گرا ہوا اس کو اُٹھا کر کھالے۔ اور انگشت یعنی اُنگلیاں اپنی چاٹ لے کہ بہت بڑا ثواب ہے اس میں۔

سنتِ لقمہ۔ اگر کسی کے پاس سے لقمہ اس کا گر گیا تو چاہیئے کہ صاف کر کے اس کو کھالیوے۔ اور نہ چھوڑے اس کو واسطے شیطان کے۔

سنتِ سرکہ۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ نہیں محتاج سالن کا۔ سنت ہے کھانا سرکہ کا۔

سنتِ غلّہ۔ سنت ہے کہ گندم میں ملاوے کسی قدر جَو۔ مثلاً کھاتا ہے خالص گندم تو چاہیئے کہ ملا دے پانچ سیر میں آدھ سیر، پاؤ سیر جَو، تاکہ حاصل ہو ثواب سنت کا۔

سنتِ گوشت۔ سنت ہے گوشت کا کھانا۔ فرمایا حضرت نبی جی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سردار کھانوں کا دنیا و آخرت میں گوشت ہے۔

سنتِ برتن۔ چاہیئے کہ صاف کرلے برتن کو اور چاٹ لے۔ اگر ادا کریگا اس سنت کو تو پاوے گا ثواب بے حد اور مغفرت کی دُعا کرے گا واسطے اس کے پیالہ اور برتن۔

سنتِ شکر۔ اور چاہیئے کہ بعد کھانے کے اول کرلے شکر مولا اپنے کا اور کہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا [1]

---

[1] ایک اور دعا حدیث میں وارد ہے جس سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ اور اگر کسی کے یہاں دعوت کھانا ہو تو اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَّنْ اَطْعَمَنَا وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا، پڑھے۔

سنتِ شربت۔ یعنی پینے کی سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں لیکر پیوے۔ اور ایک سانس سے پیتا ہوا نہ چلا جاوے۔ بلکہ چاہیئے کہ دم لیکر تین سانس میں پیوے اور شکر بجالاوے۔

طریقہ۔ اور چاہیئے کہ کھانے میں عیب نہ نکالے اور بُرا نہ کہے۔ اگر نہ خوش آوے اس کو تو چھوڑ دے کہ یہی عادت تھی حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

سنت دوسری۔ کسی چیز کو پینے کی یہ ہے کہ بیٹھ کر پیوے کہ مکروہ ہے کھڑے ہوکر پینا مگر پانی زمزم کا اور بچا ہوا وضو کا، ان کو کھڑے ہوکر پینا مسنون ہے۔

باب بیان میں سنتوں لباس اور کپڑوں کے

سنت رنگ۔ محبوب تھا حضرت کو ہمارے سفید رنگ کا کپڑا اور ثابت ہوا ہے آپ سے پہننا سیاہ رنگ کا بھی[۱]

سنت عمامہ۔ مستحب ہے سیاہ عمامہ[۲] یعنی صافہ باندھنا۔ اور شملہ اس کا مسنون ہے ایک ہاتھ کی مقدار اور زیادہ اس سے۔

سنت پہننے کی۔ مسنون ہے کہ دائیں طرف سے پہنے کپڑے کو، اور دائیں پاؤں میں پہنے جوتہ پہلے۔

---

[۱] اور سفید بھی ثابت ہے

[۲] حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ نے فضائلِ نبوی میں تحریر فرمایا ہے کہ عمامہ باندھنا سنت مستمرہ ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ عمامہ باندھا کرو، اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے [۳] مگر میت کو کفن میں پہلے بائیں طرف سے لپیٹا جائیگا اور اسکے اوپر دایاں پلڑا۔

سنت جدید۔ یعنی نئے کپڑے کی سنت یہ ہے کہ اس کو پہن کر یہ دعا پڑھے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانَا ھٰذَا۔
سنتِ تہبند۔ کی یہ ہے کہ لنگی اور تہبند اور پاجامہ ٹخنے سے اوپر رہے، نیچے ہرگز نہ لٹکاوے۔ نہایت سخت غصہ ہوتا ہے اس فعل سے اللہ جل جلالہٗ۔ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکانے والے کے واسطے جو تہبند ٹخنے سے نیچے لٹکاوے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ تعالےٰ رحمت کی اس شخص پر۔
سنت ٹوپی۔ سنت ہے کہ رکھے نیچے عمامہ اور صافہ کے ٹوپی۔ پس جس نے باندھا صافہ بغیر ٹوپی کے، اس نے خلاف کیا سنت کے۔ اور جس نے باندھا صافہ بغیر ٹوپی کے، اور کھلا رہا سر اس کا تو مکروہ ہوگی اس کی نماز۔ یاد رکھو ان معتبر مسائل کو کہ نفع دیں گے دنیا اور آخرت میں۔
سنت لنگی۔ سنت یہ ہے کہ لنگی کو اوپر طریقہ تہبند کے باندھو[۱] تاکہ ادا ہو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور حاصل ہو ثواب بے حد تم کو۔ اور فرق رہے تمہارے لباس اور کافروں کے لباس میں۔
سنت تکیہ۔ مسنون ہے وہ تکیہ کہ بھری ہو اس کے اندر چھال کسی درخت کی اور اگر بھرے چھال کھجور کے درخت کی تو بہت زیادہ بہتر ہے۔
سنتِ ضروری۔ واسطے عورتوں کے یہ ہے کہ پہنیں ایسا کپڑا کہ جس کی آستین ہاتھ تک آجائے۔ اور جو عورتیں پہنتی ہیں کرتا ایسا کہ آستین اس کی آدھے ہاتھ یعنی کہنی تک ہوتی ہے تو وہ گنہگار ہوتی ہیں سخت۔ اور ضرور ہے کہ نہ پہنیں ایسا کپڑا کہ جس میں بدن نظر آوے[۲]۔ اور نہ ایسا باریک کپڑا کہ بدن اس میں سے

---

[۱] البتہ ستر کا ڈھانکنا زیادہ اہم ہے۔ اس لئے جس کو ستر کھلنے کا اندیشہ ہو وہ سلی ہوئی لنگی باندھے
[۲] یعنی بدن کی بناوٹ نظر آئے۔

نظر آوے۔ کیونکہ ایسی عورتیں اٹھائی جاویں گی قیامت میں اور نہ ہوگا واسطے ان کے لباس۔ یہی مضمون فرمایا ہے حدیث میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اے مسلمانو سنادو یہ ضروری مسئلے اپنے گھر کی عورتوں کو۔

سنت انگشتری۔ انگوٹھی کی سنت یہ ہے مرد کے واسطے کہ ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی نہ پہنے، اور سونے کی انگوٹھی بالکل حرام ہے مردوں کے واسطے، ہرگز ہرگز نہ پہنیں۔ بہت لوگوں کو دیکھا ہم نے کہ پہنتے ہیں انگوٹھیاں بہت زیادہ وزن دار، بلکہ دو دو اور چار چار۔ پس ان کو چھوڑنا چاہیئے۔ یہ شعار، کہ اصل زیور زینت ہے واسطے عورتوں کے۔ اور نہیں جائز ہے مرد کو انگوٹھی جو زیادہ ہو ساڑھے چار ماشہ سے۔

سنتِ بال۔ جس شخص کے سر پر ہوں بال، اس کو چاہیئے کہ کبھی کبھی انکو دھویا کرے، اور کنگھا کرتا رہے[۱]۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ہر روز نہ کرے کنگھا سر میں اور داڑھی میں، بلکہ کرے تیسرے روز، یعنی چھوڑ دیا کرے کبھی کبھی کوئی دن خالی۔

سنتِ خضاب۔ اور چاہیئے کہ جس کے بال سفید ہوں داڑھی کے، وہ کرے خضاب ساتھ مہندی اور نیل کے۔ نہ کرے بالکل سیاہ خضاب، کہ یہ مکروہ ہے

سنت مونچھ اور ڈاڑھی۔ مسنون ہے کہ نہ بڑھاوے مونچھ[۲] اور مسنون[۳] ہے کہ بڑھاوے ڈاڑھی۔ اور ہرگز کم نہ کرے ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی سے۔ اور سخت حرام ہے کٹوانا اور منڈوانا ڈاڑھی کا۔ بچاوے اس سے اللہ ہر مسلمان کو۔

---

[۱] اور سر اور ڈاڑھی کو تیل لگانا بھی اس طرح مسنون ہے، کہ پہلے بھوؤں کو لگائے پھر سر کو پھر ڈاڑھی کو (از خصائل نبوی)، [۲] لبوں کو کاٹ لے تو مونچھوں کا رکھنا اور سبالیں کا بڑھانا جائز ہے۔

[۳] مسنون کا مطلب یہ ہے کہ حدیث پاک سے اس کا واجب ہونا ثابت ہے جبھی تو ایک مشت سے کم کرنا سخت حرام ہے۔ اس موضوع پر حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا رسالہ ڈاڑھی کا وجوب دیکھا جا سکتا ہے۔

سنت مہندی۔ سنت ہے عورتوں کو لگانا مہندی کا۔ یہ مضمون ہے بڑی پختہ حدیث کا، جو ہے مذکور ابو داؤد شریف میں۔

سنتِ سرمہ۔ مسنون ہے سرمہ لگانا مرد کو بھی اور عورت کو بھی، اور مسنون ہے لگاوے رات کو ہر آنکھ میں تین تین سلائی۔ یہی روایت مذکور ہے ترمذی شریف میں۔

سنتِ حجامت۔ اور مسنون ہے کہ رکھے بال تمام سر پر، یا مونڈے تمام سر کے بال، اور تھوڑے بال ایک طرف کے منڈوانا اور ایک طرف کے باقی رکھنا یہ بہت حرام ہے۔ ضرور بچنا چاہیئے اس سے اے مسلمانو۔

باب بیان میں نکاح کی سنّت اور شادی وغیرہ کے

سنتِ نکاح یہ ہے کہ ہو اوپر طریقہ سادگی کے، اور نہ ہو زیادہ تکلف اور بہت سامان اس میں۔

سنتِ یوم۔ یعنی مسنون دن واسطے نکاح کے جمعہ ہے، جو سبب ہے برکت اور بھلائی کا۔

سنتِ مکان۔ اور مسنون ہے نکاح کرنا مسجد میں۔

سنتِ اعلان۔ یعنی سنت ہے کہ مشہور کیا جائے نکاح، اور بجا دیا جائے دف۔ یعنی ایسا باجہ جو ایک طرف سے کھلا ہو، جس کو دَف اور ڈھپڑا کہتے ہیں۔

سنتِ خُرما۔ مسنون ہے بعد نکاح کے لٹانا اور تقسیم کرنا خرما، یعنی کھجور یا چھوارے کا۔

سنتِ شب۔ اور مسنون ہے کہ جب جائے اول شب بی بی کے پاس تو پکڑے

بال اُس کی پیشانی کے، اور یہ دُعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔

سنتِ شوال: مسنون ہے اور محبوب ہے، کہ کیا جائے نکاح ماہِ شوال میں کہ باعث ہے برکت کا۔

سنت ولیمہ: مسنون ہے کہ جب گذارے رات پہلی اپنی زوجہ کے پاس، تو کرے ولیمہ، اور کھلاوے اپنے عزیزوں اور دوستوں اور رشتہ داروں اور مساکین کو، اور نہیں ضرورت کہ ہووے ولیمہ کچھ بہت بڑے سامان سے، بلکہ اگر پکاوے کھانا تھوڑا سا، اور جمع کرے اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کو اور کھلاوے تھوڑا تھوڑا تو کافی ہے یہ بھی۔ اور سنت ادا ہو جائیگی اس طرح بھی۔ اور بہت بُرا ولیمہ وہ ہے کہ بلائے جائیں اس میں مالدار اور دنیادار لوگ، اور نہ بلائے جائیں مسکین غریب اور دیندار، بلکہ نکالے جائیں غریب محتاج۔ بُرا ہے ایسا ولیمہ اے بھائیو۔ جب کرو ولیمہ تو نیت رکھو اس میں سنت کی، اور بُلاؤ غریب مسکین اور دینداروں کو۔ اور بلاؤ جس کو دل چاہے امیروں میں سے، مگر یہ کہ نہ نکالو غریبوں کو۔ اور جو شخص ولیمہ کرتا ہے ناموری اور دکھلانے کے واسطے، کہ لوگ اسکی تعریف کریں، تو کچھ ثواب نہیں ایسے شخص کو، بلکہ اندیشہ ہے غصّہ کا اللہ تعالےٰ کے

سنتِ دعوت: مسنون ہے قبول کرنا دعوت کا۔ لیکن جو شخص کھاتا ہو مالِ حرام، رشوت یا سود، یا مبتلا ہو بدکاری میں، اس کی دعوت قبول نہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر ایک ہی وقت میں دو آدمی دعوت کریں، تو قبول کرو تم دعوت اُس شخص کی جس کا مکان اور دروازہ قریب تر ہو تم سے۔

باب بیان میں سنّتوں سفر کے اور متعلق اس کے

سنتِ ہمراہی۔ بہتر اور مسنون ہے کہ دو آدمی سفر میں جاویں، تنہا ایک شخص کو سفر میں جانا بہتر نہیں۔ جب کہ ضرورت ہو تو کچھ اندیشہ نہیں کہ جاوے تنہا ایک شخص ہی۔ ارشاد ہے محدثین کا اور فقہاؤں کا ہمارے، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

سنتِ روز۔ مسنون ہے کہ جاوے سفر کو دن جمعرات کے، اور یہ بھی مستحب ہے کہ شروع کرے سفر کا دن شنبہ کے، یعنی سنیچر کے روز۔

سنتِ قیام۔ یعنی سفر میں ٹھہرنے کی سنت یہ ہے کہ درمیان راہ میں جس جگہ کو مسافر چلتے ہیں نہ ٹھیرے، بلکہ ایک طرف ہٹ کر ٹھیرے۔

سنتِ واپسی۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ، جب سفر میں ضرورت پوری ہوجائے تو پھر نہ ٹھیرے، بلکہ واپس چلا آئے۔ بلا ضرورت اچھا نہیں ٹھیرنا باہر سفر میں۔

سنتِ مکان۔ اگر گیا تھا کسی دُور سفر کو، اور آیا ہے بہت دن کے بعد، تو سنت ہے کہ نہ داخل ہو گھر میں اچانک، بلکہ خبر کردے پہلے اپنے آنے کی، اور کچھ دیر کے بعد جاوے اپنے گھر میں۔ اسی طرح اگر آیا ہے زیادہ رات گذرنے پر تو اسی وقت نہ جاوے گھر پر، بلکہ ٹھیر جاوے اور داخل ہو صبح کو بعد خبر ہونے کے لیکن اگر ہوں وہ لوگ خبردار تمہارے آنے سے، انتظار میں ہوں رات کو تو کچھ نقصان نہیں۔ ہے کہ داخل ہو جاؤ رات کو۔ یہ طریقے ہیں سنت کے، عمل کرو ان پر۔ اور پاؤ تم بھلائی دنیا اور آخرت کی۔

سنتِ نماز۔ سنت ہے کہ جب واپس آوے لوٹ کر سفر سے، تو پڑھے دو رکعت

نمازِ مسجد جاکر، پہلے اس سے کہ گھر میں داخل ہو۔ سنت ہے یہ کہ نہ ساتھ ہو سفر میں کتّا اور زنگولہ یعنی گھونگرو، ورنہ پیچھے لگ لیتا ہے شیطان، اور بے برکت ہو جاتا ہے سفر۔

باب بیان سنّت کے کاموں کا

سنتِ سلام۔ نہایت بڑی سنت ہے سلام۔ بہت تاکید فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی۔ اور چاہیئے کہ سلام کرے ہر مسلمان کو، اگرچہ نہیں پہچانتا ہو اس کو۔ کیونکہ سلام حق ہے اسلام کا، موقوف نہیں کسی کے جاننے اور شناسائی پر۔

سنتِ چھینک۔ جب چھینک آوے بھائیو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

سنتِ جواب۔ جب سنو کسی کو کہ اس نے اپنی چھینک کے بعد کہا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، تو جواب میں تم ضرور کہو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ۔ بہت خیال کرو اس کا کہ یہ حق ضروری ہے اسلام کا۔

سنتِ اطفال۔ سنت ہے کہ سلام کرے لڑکوں پر، اس واسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے لڑکوں پر، پس سلام کیا آپ نے ان پر۔ یہ حدیث موجود ہے بخاری شریف میں اور مسلم شریف میں۔

سنتِ رخصت۔ اور جب رخصت ہو لوگوں سے تب بھی سلام کرو ان پر۔

سنتِ مصافحہ۔ اور سنت ہے مصافحہ بھائی مسلمان سے وقت ملنے کے، مرد مصافحہ کرے مرد سے، اگر عورت مصافحہ کرے عورت سے تب بھی جائز ہے۔ لیکن جائز نہیں کہ عورت مصافحہ کرے مرد سے۔

سنتِ تعظیم۔ جب کوئی بڑا شخص جس کو حاصل ہو عزّت دین کی تمہارے پاس

آدے، تو بہتر ہے کہ کھڑے ہو جاؤ اس کی تعظیم کے واسطے۔ لیکن نہ کوئی دوست رکھے اس بات کو کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں۔

سنتِ مجلس ۔جب کسی مجلس میں پہنچو تو جس جگہ تم کو مل جائے موقع اور جگہ بیٹھ جاؤ اسی جگہ پر، اور مکروہ ہے کہ دوسروں کو اُٹھا کر تم وہاں بیٹھ جاؤ۔

سنتِ وسعت ۔جب کوئی شخص آوے اور جگہ نہ ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ ذرا مل کر بیٹھ جائیں، وسعت کر دیں واسطے مؤمن آنے والے کے۔

سنتِ کلام ۔ جس جگہ ہوں صرف تین آدمی، تو جائز نہیں کہ دو آدمی کریں آہستہ باتیں تیسرے کو چھوڑ کر۔ اس واسطے کہ دل اس کا رنجیدہ ہوگا! اور بُرا ہے رنج دینا دل کو مسلمان بھائی کے۔

سنتِ اجازت ۔ اور مسنون ہے کہ جب داخل ہو کسی کے مکان میں، تو اوّل اجازت لے کر داخل ہو۔

سنتِ جمائی ۔ چاہیئے کہ جب آوے جمائی اور انگڑائی، تو بند کر لے اپنے منہ کو، اور نہ کھولے اس کو، اور اگر بند نہ کر سکے تو رکھ لے ہاتھ اُوپر اس کے۔

سنتِ نام ۔سنت ہے کہ نام رکھے اپنی اولاد کا عبداللہ اور عبدالرحمٰن، اس لئے کہ فرمایا ہے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ محبوب تر ناموں کا نزدیک اللہ کے، عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے۔

باب سنّتوں کا متعلق بیماری وغیرہ کے

سنتِ عیادت ۔یعنی بیمار پرسی کی سنت یہ ہے کہ جاوے مسلمان بھائی کی خبر لینے بیماری میں۔

سنتِ واپسی ۔سنت یہ ہے کہ جلد واپس آوے بیمار کے پاس سے، تاکہ وہ

رنجیدہ نہ ہو تمہارے بیٹھنے سے، اور نہ خلل پڑے اس کے گھر والوں کے کام میں۔

سنتِ تسلّی۔ ہر طرح سے تشفّی کرنی بیمار کی مسنون ہے، کہے اس سے کہ ان شاء اللہ تم اچھے ہو جاؤ گے، اور بڑی قدرت ہے اللہ تعالیٰ کی، غرض ڈرانے والی بات اس سے نہ کہے۔

ہدایت۔ رات کو بیمار پرسی جائز ہے، یہ جو لوگ منحوس سمجھتے ہیں، غلط ہے۔ اسی طرح جب بیماری کی خبر سنو، اسی وقت سے جب دل چاہے بیمار پرسی کو آؤ یہ ضروری نہیں کہ تین روز بیمار رہنے کے بعد عیادت کرے، بلکہ جب چاہے کر آئے۔

سنتِ دوا۔ مسنون ہے دوا کرنا بیماری میں، نظر رکھے اللہ تعالیٰ پر اور علاج کرتا رہے۔

سنتِ کلونجی۔ سنت ہے دوا کرنا ساتھ شونیز یعنی کلونجی کے، اور مسنون ہے دوا کرنا شہد سے، کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان دونوں چیزوں میں شفا رکھی ہے خدا تعالےٰ نے اور وارد ہوئی ہیں بہت حدیثیں ان کی تعریف میں۔

سنتِ فال۔ سنت یہ ہے کہ جب کسی کا عمدہ نام یا کوئی کلمہ سنو، تو اسے اپنے مدّعا کے مناسب اور بہتر سمجھ کر خوش ہو جاؤ، یہی فال ہے۔ بدفالی لینا سخت منع ہے۔ مثلاً سفر کو جاتے ہوئے گیدڑ راستہ میں ہو کر گذر جائے تو لوگ اس دن کو چھوڑ دیتے ہیں، پھر کسی دن سفر کرتے ہیں۔ یا مثلاً صبح کو بندر کا نام نہیں لیتے، ان کو برائی کا باعث سمجھتے ہیں، یہ سب منع ہے، اور بہت برا ہے منحوس سمجھنا کسی آدمی کو، اور غلطی ہے کہ کہتے ہیں کہ فلاں مکان کی وجہ سے ہم

کو مرض آیا یا نقصان ہوا۔

سنتِ موت۔ سنت ہے کہ جلدی کریں دفن میں میّت کے۔

سنت قبر۔ یہ ہے کہ ڈالیں اس کی قبر پر پانی، اور بہت اونچی نہ بناویں، اور پختہ نہ بناویں۔

سنتِ طعام۔ سنت ہے کہ دیا جائے کھانا میّت کے رشتہ داروں کو لیکن خیال کرو کہ نہیں جائز اس کا کھانا تمام برادری اور رشتہ داروں کو۔ بلکہ کھاویں وہی لوگ جو شریک ہیں میت والوں کے کھانے میں۔ اور نہیں جائز ناموری اور دکھاوا۔ بلکہ جو کچھ موجود ہو، دے دیا جائے۔

یہ وہ باتیں ہیں سنت کی، جن کے عمل کرنے سے آدمی نجات پاتا ہے۔ اور محبوب ہوتا ہے طرف اللہ کے۔ پس اے مسلمانو! عمل کرو شوق سے، اور دعا کرو کہ طریقہ سنت کا نصیب ہو ہم سب کو۔ اور رہوں ہم سب آخرت میں ساتھ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

الحمد للہ کہ تمام ہوا رسالہ "گلزارِ سنت" ساتھ سعی بندہ **محمد رحمت اللہ** عفا اللہ عنہ کے ماہ ربیع الاولی ۱۳۲۳ھ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ وذرّیّاتہٖ وسلّم۔

ضمیمہ

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور پاکیزہ شمائل اور آپ کی عادتوں کا بیان

(ماخوذ از بہشتی زیور مؤلفہ مجدد ملت حضرت حکیم الامت رح و خصائل نبوی مؤلفہ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدھما)

خوش خلقی بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین تھے اور سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔

لوگوں کی ایذاء پر صبر ابن سعد نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ لوگوں کی ایذاء پر صبر فرماتے تھے۔

(ف) کسی کی ایذاء پر طبعی طور پر غصہ آتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ اس وقت ہمت کر کے تھوڑی سی عادت بنالے کہ میں خوش دلی کی عادت ڈالتا ہوں تاکہ سنت کا ثواب ملے، اللہ راضی ہو۔

چلنے کا انداز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ کچھ جھک کر اور کچھ تیز رفتار سے مردانہ وار پاؤں زمین پر سے اُٹھا کر چلنے کی تھی۔ چلتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اُتر رہے ہیں۔

(ف) اتباعِ سنت کے حریص کو ابتداءً بتکلف اس کی عادت ڈالنی چاہیئے

دیکھنے کا انداز جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ مڑ کر توجّہ فرماتے۔ یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر

کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے کہ اس طرح دوسرے کے ساتھ لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہوجاتی ہے۔

تبسم کا انداز اکثر ہنسنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسّم ہوتا تھا۔

غصّہ دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے آپ کو کبھی غصّہ نہ آتا تھا، البتہ اگر کسی دینی امر اور حق بات سے کوئی شخص تجاوز کرتا تو اس وقت آپ کے غصّہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا اور کوئی اس کو روک بھی نہ سکتا تھا یہاں تک کہ آپ اس کا انتقام نہ لے لیں۔

حیا کا ذکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کثرتِ حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرے پر نگاہ نہیں جماتے تھے۔ یعنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کسی سے بالمقابل نہ ہوتے تھے۔

ہدیہ اور تقسیم کے لئے صدقات قبول کرنے میں سنت امام احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ لاتا تھا (تاکہ آپ اس کو موقع پر صرف کر دیں)، تو آپ فرماتے تھے۔ اے اللہ! فلاں شخص پر رحمت فرما۔

ف ۔ ہم کو بھی یہ طریقہ برتنا چاہیئے کہ جب کوئی ہمارے ذریعہ سے صدقات تقسیم کرائے یا کسی چندہ میں روپیہ دلائے تو ہم اس کو یہی دعا دیں۔

خوشی اور ناگواری میں سنت حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی پیش آتی تو فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ

تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔ اور جب ناگواری پیش آتی تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

نیا کپڑا پہننے کی سنت خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے تو جمعہ کو پہنتے تھے۔

تحیۃ الوضو ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تھے تو دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے جبکہ وقت مکروہ نہ ہوتا۔ پھر نماز (فرض) پڑھنے (مسجد) تشریف لے جاتے تھے۔

مسواک کی سنت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو رکعتیں مسواک کر کے پڑھنا اُن ستر رکعتوں سے افضل ہے جو بے مسواک کے پڑھی جائیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ مسواک کا اہتمام کیا کرو کہ اس میں دس فائدے ہیں۔ پہلا منہ کو صاف کرتی ہے۔ دوسرا اللہ کی رضا کا سبب ہے تیسرا شیطان کو غصہ دلاتی ہے۔ چوتھا مسواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں پانچواں فرشتے محبوب رکھتے ہیں۔ چھٹا مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے، ساتواں بلغم کو قطع کرتی ہے۔ آٹھواں منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ نواں مرنے کے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے۔ اور سب سے علاوہ یہ کہ سنت ہے۔

ف۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یہی تھا۔ علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے۔

دشواری کے وقت کی سنت امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی دشواری پیش آتی تھی تو نمازِ نفل پڑھتے تھے۔

ف۔ اس عمل سے ظاہری و باطنی، دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہوتی ہے۔

جمعہ کے وہ اعمال جو سنت سے ثابت ہیں ۱؎ غسل کرنا، اور غسل میں خطمی استعمال کرنا ۲؎ ناخن کٹوانا، ہاتھ کے ناخن کاٹنے میں ترتیب مسنون یہ ہے۔ سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی، بیچ کی انگلی، اس کے برابر والی انگلی، چھنگلیا۔ پھر اُلٹے ہاتھ کی چھنگلیا، اس کے برابر والی انگلی، بیچ والی انگلی، اس کے برابر والی انگلی، انگوٹھا، پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔

اور پاؤں کے ناخن کاٹنے میں ترتیب مسنون یہ ہے کہ دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کرکے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرنا۔

۳؎ خوشبو لگانا ۴؎ سورۂ کہف پڑھنا ۵؎ جمعہ کی آخری ساعت میں دعاؤں کا اہتمام کرنا ۶؎ کثرت درود شریف ۷؎ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسّی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا۔ اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہونگے اور اسّی سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔

تواضع صاحب معراج سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا سے زیادہ متواضع تھے۔ صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ حقیقی تواضع تجلّی شہود کے دوام کے

بغیر حاصل نہیں ہوتی۔حضرت شیخ الحدیث نوّر اللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کے واقعات ایک دو نہیں ہزاروں سے زیادہ ہیں" نمونہ کے طور پر ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ سفر میں چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا۔اور اس کا کام تقسیم فرمادیا۔ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا، دوسرے نے کھال نکالنا، کسی نے پکانا۔حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکانے کے لئے لکڑی اکٹھی کرنا میرے ذمہ ہے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور! یہ کام ہم خود ہی کرلیں گے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کرلوگے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ جل شانہٗ بھی اس کو پسند نہیں فرماتے۔حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرا اتباع کرو نیک کاموں میں تقویٰ میں، تواضع میں اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے میں۔

روزمرّہ کے مختلف احوال کی مسنون دعائیں

مشائخ علمائِ کرام فرماتے ہیں کہ روزمرہ کی زندگی میں مختلف احوال کی دعائیں جس خوش نصیب کے معمول میں ہوں، اسے ایک تو سارے کام میں برکت اور آسانی میسّر ہوتی ہے، دوسرے اس کا شمار اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں میں ہو جائیگا۔ لیکن اس پر عمل اسی وقت نصیب ہوگا جب دل سے غفلت دور ہو جائے۔ اور اللہ پاک سے حبّی تعلق پیدا ہو جائے۔ جس کے لئے مشائخ کی صحبت اور کچھ عرصہ ان کے تلقین کردہ اذکار کی پابندی ضروری ہے۔ ورنہ غافل قلب والا دعاؤں کے فضائل اور اس کی برکات کا علم ہونے اور دعا کے الفاظ یاد ہونے کے باوجود موقع پر دُعا کرنا بھول جاتا ہے۔ مثلاً کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ہر آدمی کے علم میں ہے لیکن اکثر لوگ اس کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اور کھانا بے برکت ہو جاتا ہے۔ عام پیش آنے والی دُعائیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں ان کو یاد کر کے عمل میں لائیں۔ جس سے اول اتباع سنت کا ثواب، دوسرے اللہ پاک کا کثرت سے ذکر کرنیوالوں میں شمار، تیسرے ہر کام میں برکت اور سہولت کا حصول ہوگا۔

دُعا، جو بوقتِ مغرب پڑھی جائے | اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِكَ وَاِدْبَارُ نَھَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِیْ۔

دُعا، جب گھر میں داخل ہو | اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا

دُعا، جب سونے لگے۔ | اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی۔

دعا، جب سو کر اٹھے | اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْۤ اَحْیَانَا بَعْدَ مَاۤ اَمَاتَنَا وَ

اِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

دُعا جب بیت الخلاء میں جانے لگے | بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَآئِثِ۔

دُعا جب بیت الخلاء سے نکلے | غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِی۔

دُعا جب وضو شروع کرے | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُعا جو وضو کے دوران پڑھے | اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

دُعا جب وضو کر چکے | اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْكَ۔

دُعا جب گھر سے نکلے | بِسْمِ اللّٰہِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

دُعا جب مسجد میں داخل ہو | بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْٓ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

دُعا جب مسجد سے باہر نکلے | بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَ افْتَحْ لِیْٓ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔

ف فائدہ:۔ کشائش رزق کے لئے اس دعا کے بعد راستہ چلتے ہوئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ رِزْقًا وَّاسِعًا حَلَالًا طَیِّبًا اور اَللّٰھُمَّ اكْفِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنَا بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اور درود شریف پڑھ لے۔

دعا جب اذان ختم ہو | اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

دُعا جب نماز سے فارغ ہو | بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ۔

دعا جب کھانا شروع کرے | بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَكَةِ اللّٰهِ۔

دعا جب کھانا کھا چکے | اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

دعا جب دعوت کا کھانا کھائے | اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَّنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ۔

دُعا جب کپڑا پہنے | اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَيَاتِیْ۔

دُعاءِ استخارہ | (دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ[۱] خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ[۲] شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

---

[۱] [۲] یہاں پر اس مقصد کا ذکر یا تصوّر کرے۔

دعا جب کسی کو رخصت کرے | اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ۔

دعا جب سوار ہونے لگے | بِسْمِ اللّٰهِ ۔

دعا جب سواری کی پیٹھ پر بیٹھے | اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ لا وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ٥

دعا جب سفر سے واپس آئے | آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۔

دعا جب شہر میں داخل ہونے لگے | اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا (تین بار) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِىْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا ۔

دعا جب کسی منزل پر اترے | اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔

دعا جب کوئی مصیبت پیش آئے | اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِىْ فَاْجُرْنِىْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِىْ مِنْهَا خَيْرًا ۔

دعا جب کوئی مشکل پیش آئے | اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَهْلًا اِذَا شِئْتَ ۔

دعا جب نیا چاند دیکھے | اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ ۔

دعا جب آئینہ دیکھے | اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِىْ فَحَسِّنْ خُلُقِىْ

دعا، جب کوئی خوشی کی بات دیکھے | اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔

دعا جب کوئی ناگوار بات پیش آئے۔ | اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔

دعا جب غصہ آئے | اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؀

دعا جب مجلس سے فارغ ہو۔ | سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

حصولِ مقصد

اتباعِ سنت کے معاملہ میں عظمت و محبّت کی اہمیّت جو شروع رسالہ میں بیان کی گئی ہے، اس محبّت کے حاصل کرنے کے طریقہ میں تین چیزیں اہم ہیں۔ ۱؎ متبعِ سنت عُشّاق کی صحبت ۲؎ کثرت درود شریف ۳؎ صحبت میسّر نہ ہونے کی حالت میں عاشقوں کے قصوں کا مطالعہ۔ اور آج کل اس کے لئے مجالسِ ذکر و درُود شریف میں شرکت مفید ہے۔ اور اسی مقصد کے لئے اپنی مناسبت کے کسی مُتّبعِ سنت بزرگ سے بیعت کا یا اصلاح کا تعلق قائم کیا جاتا ہے۔ اصلاحی تعلق کی اہمیّت کو سمجھنے کے لئے ابتدائی درجہ میں ڈاکٹر سیّد اشرف الدّین صاحب کا رسالہ "قلب، تزکیہ اور اس کی برکات" اور حقیر کا رسالہ "محبّت" کا مطالعہ کریں۔ واللّٰہ الموفّق۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

(حسنِ خاتمہ و مغفرت کی دُعا کا طالب)

محمّد اقبال مدینہ منورہ، ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْیَی الظَّلَامَ اِلٰی — اَنِ اشْتَکَتْ قَدَمَاہُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمِ

وَ شَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَہٗ وَطَوٰی — تَحْتَ الْحِجَارَۃِ کَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِمْ — وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْہِ وَاحْتَکِمِ

(ترجمہ) میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب چھوڑ دینے افعالِ مسنونہ اس نفس مقدسہ کے جس نے شبہائے تاریک کو زندہ رکھا بسبب مشغولی عبادات مالکِ کائنات کے یعنی ان میں خواب استراحت نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دونوں قدم مبارک مرض ورم میں مبتلا ہو گئے۔

اور جنہوں نے بباعث گرسنگی اپنے سارے شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم لطیف پہلوئے مطہر کو پتھر کے تلے لپیٹا تاکہ اس کے ثقل اور سہارے سے یک گونہ تقویت حاصل ہو، اور ضعف مانع قیام روزہ و نماز وغیرہ نہ ہو۔

اس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت کیا ہے، اے مخاطب غافل تو چھوڑ دے اور ایسا دعویٰ اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت مت کر، بلکہ ان کو افضل العباد سمجھ اور اس کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی مدح شریف میں جس وصفِ کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم اور قطعی دعویٰ کر اور ان پر خوب مستحکم اور استوار رہ۔

قَضٰی وَلَمْ یَکُ یَوْمًا مُّدْرِکًا شِبْعًا — مِنَ الشَّعِیْرِ وَ کَانَتْ فَرْشُہُ الْحُصُرُ

ھٰذَا وَقَدْ مُلِّکَ الدُّنْیَا بِاَجْمَعِھَا — فَرَدَّہُ الزُّھْدُ عَنْھَا وَھُوَ مُقْتَدِرُ

فَالثَّوْبُ یَرْقَعُہٗ وَالشَّاۃُ یَحْلِبُھَا — وَمَا رُئِیْ لِاَخِ الْاِعْدَامِ یَحْتَقِرُ

وَالْبَیْتُ یَکْنِسُہٗ وَ النَّعْلُ یَخْصِفُھَا — وَاِنْ دُعِیْ اَسْعَفَ الدَّاعِیْ وَلَا یَذَرُ

کَانَ الْبُرَاقُ لَہٗ وَ الْخَیْلُ یَرْکَبُھَا — وَالْاِبِلُ اَیْضًا کَذٰلِکَ الْبَغْلُ وَالْحُمُرُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر پوری فرما دی اور ایک روز بھی جو سے شکم سیری

کی نوبت نہیں آئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرش بوریا تھا۔

یہ حالت اس پر بھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زُہد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دنیا سے باز رکھا باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم مقدور رکھتے تھے۔

سو کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے اور بکری کو خود دوہ لیتے۔ اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔

اور گھر میں خود جھاڑو دے لیتے اور نَعل کو خود گانٹھ لیتے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی جاتی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے اور اعراض نہ فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے بُراق بھی تھا اور گھوڑے بھی تھے جن پر آپ سوار ہوتے تھے اور اونٹ پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی۔

سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

السلام اے ذکرِ تو روحِ رواں — السلام اے یادِ تو جانانِ جاں
السلام اے جلوۂ نورِ احد — السلام اے مظہرِ ذاتِ صمد
السلام اے مایۂ رازِ حیات — السلام اے وجہِ خلقِ کائنات
السلام اے منشارِ ربِ العُلیٰ — السلام اے مصدرِ قالوا بلیٰ

السلام اے رحمۃ للعالمین — السلام اے ہادئ دنیا و دیں
السلام اے عالمِ اُمّی لقب — السلام اے سیّد والانسب
السلام اے پیکرِ خُلقِ عظیم — السلام اے آیتِ ربِّ کریم
السلام اے عظمتِ حُبِّ اَتم — از خدا جانِ عزیزت را قسم
السلام اے رہبرِ راہِ صفا — السلام اے مجتبیٰ و مصطفیٰ
السلام اے رونقِ بزمِ زمیں — السلام اے زینتِ عرشِ بریں
السلام اے رازِ حسنِ زندگی — السلام اے نازِ عجز و بندگی
السلام اے مونسِ بیچارگاں — السلام اے دستگیرِ بیکساں
السلام اے مأمن و مأوائے ما — السلام اے والی و مولائے ما
آنکہ در عقلم نہ گنجد شانِ تُست — در گمانم آنچہ ناید آنِ تُست
ایں قدر دانم کہ ربِّ ذوالجلال — آفریدت منتہائے ہر کمال

یا رسُول اللہ بر تو صبح و شام
بیشمار از من درود است و سلام

(از ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ)

ناشر

مکتبہ خانقاہ اقبالیہ

کوچۂ سید احمد شہیدؒ، کوہستان کالونی، جی ٹی روڈ ٹیکسلا

مطبوعہ۔

پین گرافکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اسلام آباد۔